

## ٹی آئی کالج ربوہ کی یاد میں

آنکھوں کے سامنے ہے منظر وہی پرانا  
 کالج کی چھت پے جاتے۔ موسم ہو جو سہانا  
 چپٹی سی ناک والا۔ ننگا ہے پیٹھ شانہ  
 کالج میں تھا ٹھکانا۔ شادی کا تھا دیوانہ  
 آنکھوں کے سامنے ہے۔ منظر وہی پرانا  
 کہنے پہ وہ ہمارے گاتا کبھی تھا گانا  
 لیسن کے ساتھ جو کہ پڑھتا تھا اک فسانہ  
 مضطر کہ تھا تخلص۔ شاعر تھا وہ پرانا  
 آنکھوں کے سامنے ہے منظر وہی پرانا  
 شاہد سلطان ہی کا سبق سننا پڑا پرانا  
 مشکل بڑا تھا ان سے پہلو بچا کے جانا  
 ستانے کے یہاں کپ چائے کا پلانا  
 آنکھوں کے سامنے ہے منظر وہی پرانا  
 پروازی کا ادب سے ناطہ تھا عاشقانہ  
 اشعار پڑھتے پڑھتے وہ ہونٹ تھر تھرا نا  
 ڈاکٹر نصیر خاں کا اس میں تھا آنا جانا  
 آنکھوں کے سامنے ہے منظر وہی پرانا  
 ملتا جہاں نہیں تھا بے وقت ہم کو کھانا  
 شیریں سخن بھی تھے وہ لہجہ تھا مشفقانہ  
 چھاؤں تلے ستاروں کے صحن میں سو جانا  
 آنکھوں کے سامنے ہے منظر وہی پرانا  
 پانی میں پھر نہاتے۔ وہ ڈبجیاں لگانا  
 دن بھر وہاں پہ یارو پھر کشتیاں چلانا  
 دن بھر کو ہار تھک کے مغرب کو لوٹ آنا  
 آنکھوں کے سامنے ہے منظر وہی پرانا

آیا ہے یاد پھر سے کالج کا وہ زمانہ  
 کالا گاؤں پہن کے۔ فائل کو ساتھ تھا مے  
 آنکھوں پہ موٹا چشمہ۔ تن پہ ہے میلی دھوتی  
 نام اس کا بابا شادی۔ رکھوالی تھا کام جس کا  
 آیا ہے یاد پھر سے۔ کالج کا وہ زمانہ  
 کانوں میں گو نجی ہے سیٹی شمون کی بھی  
 انگلش کے پیریڈ میں تھا انتظار اس کا  
 کالج کے پر نپل تھے۔ علی چوہدری محمد  
 آیا ہے یاد پھر سے کالج کا وہ زمانہ  
 پیریڈ کیمسٹری میں انصاری تھے غیر حاضر  
 عاطف صاحب کا لہجہ اتنا تھا سخت یارو  
 وقفے میں جھانکتے تھے عیشاپ میں بھی اکثر  
 آیا ہے یاد پھر سے کالج کا وہ زمانہ  
 اردو کے پیریڈ میں ہوتے تھے سب اکٹھے  
 کیا خوب تھا زمانہ فکروں سے ناشناسا  
 شعر و ادب کی محفل لگتی تھی شام اکثر  
 آیا ہے یاد پھر سے کالج کا وہ زمانہ  
 بھولے نہیں ہیں اب تک ہم لائف ہاسٹل کی  
 فضل عمر کے نگرال ہوتے تھے حبیب اللہ  
 راتوں کو ایک دو جے سے سٹوریاں بھی سننا  
 آیا ہے یاد پھر سے کالج کا وہ زمانہ  
 جاتے تھے دوپہر کو یکووالی نر میں  
 دریا چنپ پر بھی ہم اکثر تھے آتے جاتے  
 اس طرح اس بہانے چنیوٹ گھوم آنا  
 آیا ہے یاد پھر سے کالج کا وہ زمانہ